

## عصر حاضر میں سیرتِ نبویؐ کی رہنمائی

مولانا اشتیاق احمد قاسمی

دارالعلوم حیدرآباد، ہند

آج کا دور ترقی یافتہ کہلاتا ہے، ہر گوشہ زندگی میں نئی ایجادات ہو رہی ہیں، جدید اکتشافات کے سامنے عقل و خرد جو حیرت ہے، آج کی دنیا کی دوری ختم ہو چکی ہے، ذرائع ابلاغ اور وسائل نقل و حمل نے ترقی کر کے سالوں اور مہینوں کے کام دنوں گھنٹوں اور منٹوں میں ممکن کر دیئے ہیں، پہلے کے بالمقابل آج مال و دولت کی بھی کمی نہیں رہی، حقیقت میں آج زمین سونا اگل رہی ہے، سمندروں نے اپنی تہوں سے ہیرے، موتی اور جواہر پارے ”سواحلِ انسانی“ پر لا کر رکھ دیئے ہیں۔ سارے اسباب و وسائل کے باوجود آج لوگوں کو سکون و طمانیت حاصل نہیں، ایک دائمی بے اطمینانی ہے، جو سب پر مسلط ہے، ہر طرف ظلم و ستم کی گرم بازاری ہے، آئے دن فسادات اور قتل و غارت گری ہو رہی ہے، نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، فتنوں کا نہ تھمنے والا سیلاب اٹھتا چلا آ رہا ہے، جس طرف دیکھئے اختلاف ہی اختلاف ہے، بین الاقوامی اختلاف، فرقہ واری اختلاف، سیاسی پارٹیوں کا اختلاف، خاندان کا اختلاف، گھر اور افراد کا اختلاف اور نہ جانے کون کون سے اختلافات ہر سو رونما ہو رہے ہیں۔ ہر آدمی ایک دوسرے سے مختلف و منحرف نظر آ رہا ہے۔ خود غرضی عام ہو رہی ہے، اخلاق و پاک دامن کی فقدان ہے، شرافت و امانت ناپید ہو رہی ہے، امن و آشتی اور سکون و عافیت مفقود ہوتی چلی جا رہی ہے۔ کون سی ایسی برائی ہے جس کا تصور کیا جائے اور وہ معاشرے میں موجود نہیں۔ زنا اور شراب نوشی عام ہے۔ سود اور سودی کاروبار ہر گھر میں پہنچ چکا ہے، جو اور سٹہ بازی کی نئی نئی شکلیں اختیار کی جا رہی ہیں، دختر کشی بلکہ نسل کشی ایک فیش بن گئی ہے۔ آج کے اس دور کو کون سادور کہیں گے؟ فتنوں کا دور! گناہوں کا دور، بے حیائی اور بے لگائی کا دور! خود سری اور خود غرضی کا دور! شیطانی دور! یا جوجی یا جوجی دور! سمجھ میں آتا کہ عصر حاضر کو کیا نام دیا جائے؟ دورِ حاضر دورِ جاہلیت کی طرف تیزی سے رواں دواں ہے، بلکہ بعض لحاظ سے اس سے بھی آگے جا چکا ہے۔ ان جملہ خرابیوں کو دور کرنے اور ان پر قابو پایافتہ ہونے کی سارے عالم میں کوششیں کی جا رہی ہیں، لیکن کوئی کوشش کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی۔ نئی نئی تجاویز رو بہ عمل آ کر فیل ہو رہی ہیں، تعمیر کے

بجائے تحریک کا باعث بن رہی ہیں، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، ہونا بھی یہی چاہیے، اس لئے کہ ان جملہ خرافات، بے اطمینانی اور بے چینی پر قابو پانے کے لئے محض انسانی تدبیریں اختیار کی جا رہی ہیں۔ اور انسانی تدبیریں پورے طور پر کامیاب ہی کب ہوتی ہیں؟

آج ضرورت ہے ان تدبیروں کی اور نسخہ کیمیا کی جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہٹکی ہوئی انسانیت کے لئے استعمال کیا تھا۔ یہ خالق کائنات کا عطا کردہ نسخہ تھا، جس نے گھٹا توپ تاریکیوں میں پھنسی ہوئی انسانیت کو روشن شاہراہ پر لا کھڑا کر دیا۔ جس نے بدترین خلائق کو بہترین خلائق بنا دیا اور جس نے مردوں کو سجا کر دیا۔

عصر حاضر کے مذہبی اختلافات میں سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رہنمائی:

عالمی پیمانے پر اتحاد و اتفاق قائم کرنے کی ضرورت آج سب سے زیادہ محسوس کی جا رہی ہے۔ آج کوئی ایسا اقتدار نہیں جس کو سب لوگ تسلیم کریں، جس کی سب اطاعت کریں، کسی متفقہ اقتدار کا نہ ہونا، آج کی سب سے بڑی کمی ہے، ایک قوم دوسری قوم کو دیکھنا نہیں چاہتی، مختلف قسم کے معاہدے ہوتے ہیں اور ٹوٹ جاتے ہیں، ان کے حل کے لئے اگر یہ سوچا جائے کہ کسی ایک انسان کی حاکمیت پر سارے لوگ متفق ہو جائیں، ہر ایک اس کی اتباع کریں تو ایسا فطری طور پر ناممکن ہے، اسلئے کہ آج ہر قوم دوسری قوم کی مخالف ہے، تو جس انسان کا بھی انتخاب ہو گا وہ کسی ایک قوم کا فرد ہو گا، اس ایک پر اگر اتفاق سے اپنی قوم متفق ہو گئی تو دوسری اقوام کو متفق کرنا آسان نہیں، پھر یہ انسان نفسانی اغراض اور ذاتی خواہشات سے پاک نہیں ہوتا اگر کسی پر اتفاق کر لینے کی پوری دنیا کوشش بھی کرے تو وہ آدمی کا ”فرعون“ اور دورِ حاضر کا ”بش“ ثابت ہو گا، وہ سارے فوائد اپنے لئے، اپنے خاندان، اپنے فرقتے اور اپنی قوم کے لئے سمیٹ لے گا، دوسرے لوگ محرم اور منہ تکلتے رہ جائیں گے۔ اس طرح انصاف کی جگہ ظلم اور مساوات کی جگہ بے اعتمادیوں کی حکومت ہوگی۔ کسی آدمی کا علم اتنا وسیع نہیں ہو سکتا کہ ہر انسان کی ضروریات معلوم کر سکے۔ اصلاح و فلاح کی صورتوں سے واقف ہو، ہر ایک کی فطرت کو جانتا ہو، اس لئے وسیع ترین علم نہ ہونے کی وجہ سے وہ جگہ جگہ ٹھوکریں کھائے گا، اور پوری انسانی آبادی کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کر دے گا، اس لئے کسی انسان پر پوری نوع انسانیت کا متفق ہونا ناممکن اور لا حاصل ہے۔

اس اختلاف کے ختم کرنے کی ایک دوسری شکل بھی ممکن نہیں کہ ساری انسانیت مل کر کسی ایک ادارہ کی حاکمیت کو تسلیم کر لے، اس کے ہر حکم کو من و عن مان لے، کوئی ادارہ سارے انسانوں کو اپنی اطاعت پر مجبور نہیں کر سکتا، اور نہ ہی ایسا متفقہ قانون بنا سکتا ہے جس میں ہر ایک کی فطری ضرورتوں کا پورا لحاظ اور قانون ایسا عزیز بلکہ ہر دل عزیز ہو کہ سارے لوگ اس کو جان و دل سے ماننے لگیں۔ بالآخر یہ اختلاف و انتشار ختم نہیں ہو گا بلکہ لازمی طور پر اس ادارے میں جس قوم کی نمائندگی زیادہ ہوگی ادارہ اس کے لئے بازوچہ اطفال بن کر رہ جائے گا۔ وہ اس کی آڑ میں اپنے الو سیدھا

رنے میں مشغول و مصروف رہیں گے۔ دنیا میں جسے ادارے عالمی پیمانے پر قائم ہوئے ان سب کا حال یہی ہوا، آج کی واضح مثال عالمی تنظیم ”اقوام متحدہ“ ہے۔

لہذا آج اختلاف حل کرنے کے لئے وہی کرنا ناگزیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا، آپ نے اختلاف و انتشار سے تباہ دنیا کو متحد کر کے عملی مثال پیش کر دی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا کو بتا دیا کہ اے انسانو! کسی انسان یا کسی ادارے کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کے بجائے ایک ایسی ذات کی حاکمیت کو تسلیم کر لو جس نے سارے انسانوں اور اداروں کو جنم دیا ہے۔ جو خالق ارض و سموات اور ”خالق الحب والنوی“ ہے۔ اسی نے سارے انسانوں کو پیدا کیا وہی ان کا پالنا رہا ہے، وہی سب کی زندگی اور موت کا مالک ہے۔ وہ ہر ایک کی فطری ضرورتوں سے واقف ہے، ہر ایک کو رزق وہی پہنچاتا ہے، اسی کی دنیا اسی کا عقبی ہے، وہی نظام عالم کا نگران اور مدبر و منتظم ہے۔ ”الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین“۔ (الاعراف)۔ وہی کائنات کا حقیقی فرماں روا ہے، اسی کی حاکمیت کو تسلیم کرنے میں بھلائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ”دعوتِ توحید“ کو جو درجہ جو افراد انسانی نے قبول کیا، مذہبی اختلافات کے ختم کرنے کا یہ سب سے بڑا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت کے موجودہ اہل کتاب، یہود و نصاریٰ کو توحید پر متحد ہو جانے کی دعوت دی اور بحکم خدا ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا آرِبًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ﴾ (آل عمران: ۶۴)

یعنی اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلم اور) برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو رب قرار نہ دے۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انسانیت کے درمیان مذہبی اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش فرمائی، آج سیرتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انسانیت کو یہ رہنمائی مل رہی ہے کہ اے بنی آدم! دہریت اور خدا کے انکار کو چھوڑ کر وحدہ لا شریک لہ پر ایمان لے آؤ، سارے انسان مل کر بس اسی کی رسی کو تھام لو، اسی میں امن و سکون اور طمانیت قلبی ہے، اس کے علاوہ کسی غیر کو تسلیم کر کے قلوب کو راحت نصیب نہیں ہو سکی۔

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران: ۱۰۳) ”اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو باہم متفق ہو کر پکڑے رہو اور آپس میں اختلاف نہ کرو“۔

توحید کی رسی ہی ایک ایسی رسی ہے جس نے عرب کی آپس میں دشمنی اور رسہ کشی کو ختم کر کے سب کے دلوں کو

جوڑ دیا، اور سارے لوگ بھائی بھائی ہو گئے، ورنہ سب کے سب جہنم رسید ہونے والے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ

عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

”اور تم پر جو اللہ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب کہ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی، چنانچہ تم لوگ اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے، حالانکہ تم لوگ جہنم کے گڑھے کے کنارے پر تھے کہ اللہ نے تمہاری جان بچائی۔“

”رحمۃ للعالمین“ نے بتایا کہ اس اللہ نے ایک قانونی کتاب نازل فرمائی ہے، جس قانون میں ہر ایک کی مصلحت کی رعایت ہے، اس کتاب پر عمل کرنے میں مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد دونوں زندگیوں میں سکون و راحت ہے، چنانچہ اطرافِ عالم سے جوق در جوق انسانوں کی بھیڑنے اس قانون کو تسلیم کیا، جب وہ قانون رو بہ عمل لایا گیا تو دنیا کو اضطراب سے راحت ملی، بے کل مریضوں کو جس نسخہ سے صدیوں سے صد فائدہ ہو سکتا تھا وہ نسخہ مل گیا، اس قانون میں گزشتہ نازل کردہ قوانین کی رعایت رکھی گئی تھی، جس طرح ڈاکٹر کے بنائے ہوئے بعد کے نسخے میں گزشتہ نسخوں کی دواؤں کا لحاظ رکھا جاتا ہے، بعد کے نسخوں سے گزشتہ نسخہ منسوخ ہو جاتا ہے، اسی طرح یہ آخری نسخہ قانون ہے اور جس طرح ہر کتاب کے ساتھ ایک سمجھانے اور تشریح کرنے والا بھیجا جاتا رہا ہے، میں بھی اس آخری کتاب کی تشریح کے لئے بھیجا گیا ہوں، اس کتاب اور میری تفسیر میں دنیا کے لئے راحت ہے، اسی کے ذریعہ دنیا میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے، چنانچہ لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت قبول کی، جس سے دنیا نے سکون کا سانس لیا۔ مذہبی اختلافات بڑی حد تک ختم ہوئے، دنیا نے اس قانون کو نافذ کر کے آزمایا، آج بھی اسی دعوت کو عام کرنے کی ضرورت ہے، آج کی دہ پیاسی ہے، دعوتِ توحید کی، دعوتِ رسالت اور دعوتِ ایمان کی! کیا ہے کوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طرزِ دعوت کو اپنانے والا؟ تاکہ بھٹکی ہوئی انسانیت راہِ راست پر آجائے اور پھر سہ انسانوں میں ایک باپ کے بیٹے اور ایک خدا کے بچاری ہونے کی سمجھ پیدا ہو؟

قومی و نسلی اختلافات میں سیرتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رہنمائی:

پہلے کی طرح آج بھی لوگ قومی تفاخر اور نسلی اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں، کالے گوروں کا اختلاف علاقے، علاقے کا اختلاف، ملکی اور غیر ملکی امتیاز، ان تمام اختلافات و امتیازات کی وجہ سے جو پریشانی پہلے تھی اس سے کہیں زیادہ آج ہے، پہلے تو دنیا کی قومیں الگ تھیں، لیکن آج دوری نزدیکی میں بدل گئی، پوری دنیا ایک خاندان اور گھر کا

طرح ہو گئی ہے۔ اس لئے آج بھی ان امتیازات کو بٹا کر ہی سلوک کا سانس لیا جاسکتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح تفاخر و امتیاز سے پیدا ہونے والے نقصانات سے خوب واقف تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جڑ سے ختم کرنے کا اعلان فرمایا دیا اور انسانوں کو سبق دیا کہ دیکھو تم سب ایک خالق کی مخلوق ہو، ایک اللہ کے پجاری ہو، اس لئے اختلافات و امتیازات کو ختم کرو اور یاد کرو کہ تم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو اور تمہارے باپ مٹی سے پیدا کئے گئے، مٹی میں تواضع، انکساری اور فروتنی ہوتی ہے تم سب بھائی بھائی بن کر رہو، کالے گوروں میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں، عربی اور غیر عربی ہونا ہی کوئی امتیاز و تفوق کی بات نہیں، ہاں تفوق اور برتری تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہو سکتی ہے۔ (حجۃ الوداع کا خطبہ) تم میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار، متقی اور محتاط ہے (سورہ حجرات: ۱۳)

غور کیجئے کہ جس ماحول میں اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی وہ چھوٹی سی تعداد میں ہونے کے باوجود درجنوں قبیلوں میں منقسم تھا، پھر ہر قبیلے کے مختلف کٹڑے تھے اور ہر ایک کے مختلف خاندان اور کنبے تھے، ہر ایک اپنا ایک امتیاز رکھتا تھا، سب آپس میں دست و درگیاں تھے، ان کے اندر سے امتیاز و تفاخر اور تفوق برتنے کے سارے جرائم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ختم کر دیا، وہ سب کے سب بھائی بھائی ہو گئے، جہاں گئے وہاں اسی تعلیم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام کیا، اس طرح ایک عالم گیر برادری اور ہمہ گیر اخوت وجود میں آ گئی، ہر فرد ایک دوسرے سے اس طرح جڑا محسوس کرتا تھا جس طرح جسم کے اعضا ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں، آج بھی اسی تعلیم کو عام کرنے سے یہ نتائج برآمد ہو سکتے ہیں، انسانیت کا اختلاف اور تصادم یقینی طور پر ختم ہو سکتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمی اور مدنی زندگی سے عصر حاضر میں رہنمائی:

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت عالم گیر ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوری دنیا کے لئے چراغ راہ بن کر تشریف لائے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت و سنت کو سامنے رکھ کر دنیا راہ یاب ہو سکتی ہے، ہر طرح کے مسائل کا حل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی اتباع میں مضمر ہے، جملہ خرافات و مصائب سے نجات کا۔ ”نسخہ کیما“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی مل سکتا ہے، اگر کوئی شخص غیر مسلم اکثریت والے ملک میں رہ رہا ہے تو اس کو دعوت و تبلیغ کے لئے کیا طریقہ اپنانا چاہیے؟ عالمی قوانین اور پرسنل لاء پر وہ کس طرح عمل کرے؟ اپنے نزاعی معاملے کس طرح حل کرے؟ غیر مسلموں کے ساتھ کیسا سلوک کرے وغیرہ؟

ان سارے سوالوں کا جواب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمی زندگی میں ملے گا، اسی میں یہ درس بھی موجود ہے کہ آج کوئی شخص ایسی جگہ رہ رہا ہے جہاں سارے جن جن کے بعد بھی اسلام کے احکام پر عمل نہیں کر سکتا تو وہ وطن کے

مقابلے میں دین کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے وطن اور گھریار سب کو خیر باد کہہ دے اور اپنی سکت اور کوشش کے مطابق دنیا کی ایسی جگہ کو وطن بنائے جہاں اسلام پر عمل کرنے کی پوری اجازت ہو، احکام اسلام کے نفاذ میں کوئی شے مانع نہ ہو، آج ہجرت پر عمل کرنا پیچیدہ ضرور ہے، لیکن ناممکن نہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جب کفار نے صرف ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کی وجہ سے اپنے محبوب وطن مکہ مکرمہ میں ستانا شروع کیا اور ناقابل برداشت اذیتیں پہنچائیں، جان کے درپے ہو گئے، تو ایسی صورت میں دین کی حفاظت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی، اس کے بعد مدینہ کی، اخیر میں اپنے رفیق غار صدیق و غمگسار کے ساتھ بہ نفس نفیس ہجرت کی، دین اور ایمان کی حفاظت کے لئے مال و دولت، عزیز و اقارت اور گھریار ہر ایک کو قربان کر دیا، آج بھی دنیا کے کسی کون میں مسلمانوں کی یہ حالت ہو جائے تو اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسوہ عمل کے لئے موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ جانے کے بعد وہاں بسنے والے قبائل اوس اور خزرج اور یہود و نصاریٰ سے معاہدات کئے، آپسی تعاون و تقاضا اور رواداری کے دستاویزات مرتب کئے، پھر اپنی تحریک دعوت و تبلیغ کو تیز کر کیا، آہستہ آہستہ لوگ اسلام میں داخل ہوتے گئے، پھر کیا تھا کہ چند برسوں میں سارا عرب کلمہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا قائل ہو گیا۔ ہر جگہ امن و امان پھیل گیا، وہ جنگجو قومیں جن کا کام ہی قتل و غارت گری تھا، جنگ سے کبھی تنگ نہ آئی تھیں، آپسی چپقلش کا نہ ٹوٹنے والا سلسلہ رکھتی تھیں، سب شیر و شکر کی طرح مل گئیں، سب ایک دوسرے کے دوست ہو گئے۔

جو نہ تھے خود راہ پر آوروں کے ہادی بن گئے

رسول مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی سے آج بھی یہ سبق ملتا ہے غیر مسلموں سے معاہدات کرنا درست اور جائز ہے، دعوت و تبلیغ کے لئے سب سے پہلے ماحول سازگار کرنا ضروری ہے۔ اسی کے ساتھ احکام الہی کے نفاذ کی کوشش میں لگے رہنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے، اسی طرح مخالف ماحول موافق ہو سکتا ہے، آج کا دور اشاعت اسلام کے لئے نہایت موزوں دور ہے، عام لوگوں میں معنویت پسندی پہلے کی بہ نسبت زیادہ ہے، اگر آج اسلام کا صحیح تعارف کرایا جائے، اس کے لئے سارے جائز وسائل استعمال کئے جائیں تو پھر

یہ چمن معمور ہو گا نعمہ توحید سے

آج دنیا بے راہ روی، ظلم و ستم، بے کفایتی اور بے اطمینانی سے عاجز آ چکی ہے۔ اس کو تلاش ہے کسی صحیح منزل کی، امن و آشتی کی، اطمینان اور سکون کی، اسلام میں یہ سب کچھ موجود ہے۔ صرف ضرورت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مشن کے اپنانے کی۔ رسول کی مددنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت کی اتباع کی۔

روز بروز فسادات ہو رہے ہیں، قتل ایک آسان کام، غارت گری اور لوٹ گھسٹ دولت کمانے کا ذریعہ ہو گیا ہے، زنا اور شراب نوشی عام ہے، ایک دوسرے پر تہمت لگانا کوئی اہم بات نہیں، رشوت اور سود خوری دنیا کی ضرورت میں داخل ہو گئی ہے، آئے دن اغوا کے واقعات پیش آرہے ہیں۔ اس طرح کے اور بھی سرکشاں پھیلی ہوئی ہیں، ان سب کا علاج اسلامی احکام کا نفاذ ہے۔ ضرورت ہے کہ آج قتل کرنے والے پر قصاص اور دیت کے احکام جاری ہوں تب ہی قتل کے ان گنت واردات پر قابو پاتا ہوا جاسکتا ہے۔ آج اگر حد قذف نافذ ہو تب ہی تہمت لگانے والوں کی زبان پر تالا لگ سکتا ہے، غرض یہ ہے کہ دنیا میں امن و امان اور سکون و اطمینان کا ماحول پیدا کرنے کے لئے روئے زمین پر حدود و قصاص اور تعزیرات اسلامی کا نفاذ ہونا ضروری ہے، آج عملاً دنیا اسی کا انتظار کر رہی ہے، اگر قاتل کو یہ معلوم ہو کہ ہمیں قتل کرنے کے جرم میں قتل کر دیا جائے گا تو یقیناً قتل سے پہلے وہ سوچنے پر مجبور ہوں گے، ہاتھ کاٹنے لگیں گے، دل لرزے لگے گا، اور قاتل اپنی جان بچانے کے لئے ایسے قتل کی ہمت نہیں کرے گا، اس طرح اس آدمی کی بھی زندگی بچ جائے گی جس کے قتل کا ارادہ قاتل نے کیا تھا اور روئے زمین پر انسان اور انسانیت کی قدر بڑھ جائے گی، زندگی کی قیمت میں اضافہ ہوگا، اسی لئے قرآن نے کہا ہے:

﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (سورۃ البقرة: ۱۷۹) یعنی اے اہل

خرد! قصاص (کے احکام کے نفاذ) میں تمہارے لئے زندگی ہے، تاکہ تم لوگ تقویٰ اختیار کرو اور پرہیز کرنے لگو۔

اگر چور کو معلوم ہو کہ چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جائے گا تو چوری کرتے وقت اس کے ہاتھ کانپ جائیں گے اور وہ چوری سے باز آجائے گا، اس طرح چوری سے روئے زمین پاک ہوگی، لوگوں کو جان کے ساتھ ان کے مال کی حفاظت کا ایک ماحول بن جائے گا۔ زانی کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ زانی سزا میں سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ (سورۃ نور: ۲) یا پتھروں سے چور چور کر دیا جائے گا (بخاری: ۱/۲۷۱) تو ہرگز زنا کا ارتکاب نہیں کرے گا، اس طرح روئے زمین پر محنت و پاک دامن کا دور دورہ ہوگا، غرض یہ کہ آج کی دنیا کو سکون انہیں قوانین کے نفاذ کے بعد مل سکتا ہے، جن قوانین کو نفاذ کرے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روئے زمین پر امن و امان پھیلایا تھا اور پریشان ماحول کو سکون فراہم کیا تھا، دوسرے قوانین میں وہ جامعیت اور گرفت نہیں ہو سکتی جو اللہ کے قوانین میں ہے، قوانین تیار کرنے کے لئے عقول انسانی کافی نہیں ہیں۔ وہ آج کوئی قانون بناتے ہیں کل ہو کر اس کی غلطی واضح ہو جاتی ہے، رد و بدل کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ چلتا رہتا ہے اور چلتا رہے گا، تبھی تو اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر امن و امان اور سکون و عافیت پھیلانے والے قوانین خود وضع کئے، کسی انسان حتیٰ کہ کسی نبی کے بھی سپر نہیں کیا۔

حقوق کے معاملہ میں عام طور سے بے اعتدالی ہو سکتی تھی، بلکہ ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے والدین

کے حقوق، میراث کے درجہ کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق وغیرہ کو خود سے بیان فرمادیا تاکہ بالاتفاق نوع انسانی ان قوانین کو تسلیم کر لے اور روئے زمین پر حق تلفیوں کا سلسلہ ختم ہو جائے، اللہ کے ان قوانین کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نافذ فرمایا اور دنیا نے صدیوں تجربہ کیا اور آج بھی کر رہی ہے کہ حقیقت میں نظام عالم پر کنٹرول اللہ کے قوانین کے نفاذ سے ہی ممکن ہے، ان کے بغیر یہ دنیا راحت و سکون کا مسکن نہیں بن سکتی، امن و آتش کا ضامن صرف اور صرف اسلام ہے، حقیقت میں آج پوری انسانیت اپنی زبان حال سے اسی دور کو پکار رہی ہے، جس دور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کے سارے قوانین کو رو بہ عمل لاکر ایک معطر و معنبر ماحول تیار کیا تھا اور انسانیت کو اس کی صحیح منزل پر پہنچایا تھا۔

**عصر حاضر میں اخلاقی نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم عام کرنے کی ضرورت:**

موجودہ دور کا سب سے بڑا ایہ اخلاقیات کا فقدان ہے، جھوٹ، چوری، وعدہ خلافی، بغض، کینہ، فخر، غرور، ریا، خداری، بدگوئی، فحش گوئی، بدگمانی، حرص، حسد، چغلی غرض یہ کہ ساری اخلاقی برائیاں، عام انسانوں اور مسلمانوں میں ہی نہیں، بلکہ خواص میں بھی اخلاقیات کا انحطاط آگیا ہے۔ اس انحطاط و تنزل کا صرف اور صرف ایک ہی علاج ہے کہ ہر بری خصلت کی برائی معقول انداز میں بیان کی جائے۔

اس سلسلے میں قرآن و حدیث کے نصوص واضح کئے جائیں، تاکہ معقولیت پسند طبقہ شریعت سے قریب ہو، اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کو بھی بیان کیا جائے اور ان کے اختیار کرنے کی تلقین کی جائے، ایک دین دار مسلمان کو اپنے اخلاق و کردار میں کیسا ہونا چاہیے؟ درس گاہ نبوت کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیسے تھے؟ ان کے اندر اخلاص و تقویٰ، شرم و حیا، صبر و شکر کی صفات تھیں، وہ دیانت دار، امانت دار اور سخاوت و شرافت کے خور تھے۔ ان کے اندر ایثار و قربانی، عفت و پاک دامنی اور تواضع و انکساری کی اعلیٰ صفات پائی جاتی تھیں۔ وہ خوش کلام خوش الحان، خوش دل اور رحم و کرم کے پیکر تھے۔ وہ ہمیشہ موت کو یاد رکھتے تھے، ان کے معاملات کی صفائی سے لوگ متاثر تھے، یہ ساری چیزیں آیات و احادیث کی روشنی میں بیان کی جائیں تو بڑا موثر رہے گا، بچوں کی اصلاح تو ہوگی ہی، غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، سچ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیمات کو اگر عام کیا جائے تو ضرور بالضرورت ایک ایسا صالح معاشرہ وجود میں آئے گا، جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خیر القرون کے معاشرہ کے مماثل ہوگا، جن میں ساری خوبیاں موجود تھیں، یہ خوبیاں آج تاریخ کے صفحات کی زینت بنی ہوئی ہیں جو کبھی زندگی میں موجود تھیں پہلے مسلمانوں کو دیکھ کر ان کے بلند و بالا اخلاق سے متاثر ہو کر لوگ اسلام قبول کرتے تھے، آج اسلام اور



اسلام کی اخلاقی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے کتب خانوں کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ کاش! رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیمات زندگیوں میں رچ بس جائیں تو بات ہی دوسری ہو جائے۔

عصر حاضر کی جملہ خرابیوں کو دور کرنے میں سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رہنمائی: یہ دور ”پی ایچ ڈی“ اور تخصصات کا دور کہلاتا ہے اگر کسی تحقیق کے طالب علم کو آج کے دور کی ظاہر اور باطنی خرابیوں کے شمار کرنے کا موقع دے دیا جائے بلکہ ایک نہیں متعدد طالب علموں کو اس موضوع پر لگایا جائے تب بھی ساری خرابیاں بیان نہیں ہو سکیں گی، ان ساری خرابیوں کی وجہ اسلام اور تعلیم اسلام کا عام نہ ہونا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اصل بعثت کا مقصد دنیا کو اعتدال پر لانا تھا، اس کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (۱) پوری زندگی دعوت اصلاح و تبلیغ میں صرف کر ڈالی۔ (۲) تربیت کے ذریعہ ایسے افراد پیدا کئے، جن میں ایمان کامل تھا، آخرت کا استحضار تھا، وہ ذکر الہی کا اہتمام کرتے، راتوں میں تہجد گزار اور دنوں میں مجاہد برسرِ پیکار ہوتے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انہوں نے اپنی زندگی کا مشن بنا لیا تھا۔ ۳- غیروں کی اصلاح سے پہلے اپنی ذات کی اصلاح کی طرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توجہ دلائی۔ ۴- اللہ رب العزت کے سارے احکام سے لوگوں کو واقف کرایا۔ ۵- اللہ کے سارے احکام کو زمین پر نافذ کرنے کی کوششیں اور تدبیریں کیں۔ ۶- ہر ایک کے حقوق کو واضح فرمایا، خصوصاً کمزور طبقات مثلاً عورتوں، بچوں، غلاموں، خادموں اور جانوروں کے حقوق کو متعین فرما کر ان کی ادائیگی کی تلقین فرمائی۔ ۷- معاشرہ میں پیدا ہونے والی خرابیوں پر گرفت کرنے اور ایک دوسرے کو احکام الہی کی تعمیل کی تلقین کا مزاج بنایا۔ ۸- آیات و احادیث کی تعلیم کے ساتھ ان پر عمل کرنے اور خود احتسابی کی تعلیم دی۔ ۹- آیات کی تفسیر اور احادیث کے یاد کرنے اور ان کے مذاکرے کا ماحول بنا۔ ۱۰- اخلاقی رذیلہ کی خرابیوں کو بیان کر کے ان سے بچنے اور اخلاقی فاضلہ کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ ۱۱- ایسا ماحول بنایا کہ ہر آدمی دعوت اصلاح و تبلیغ کو اپنی ذمہ داری سمجھنے لگا تھا۔ اگر آج بھی مذکورہ بالا نبوی طریقہ کار پر عمل ہو تو معاشرہ کی ساری خرابیاں دور ہو سکتی ہیں۔ آج ضرورت ہے کہ قرآن کو ترجمہ کے ساتھ پڑھا جائے اور اس کی تفسیر کو عام کیا جائے، ساتھ ہی احادیث کی تعلیم کا بھی اہتمام ہو، غیروں کے بجائے اپنی خرابیوں پر غور کیا جائے، اور اصلاح کی کوشش کی جائے، نیز تذکیر و موعظت اور تبلیغ و دعوت کا اہتمام کیا جائے تو ضرور معاشرہ درست ہوگا۔ سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمیں سب سے بڑی رہنمائی یہی مل رہی ہے کہ جس عرق ریزی سے خیر القرون کا صالح معاشرہ بنا آج بھی وہی ماحول پیدا ہو اور ہمارا مقصد صرف اور صرف رضائے الہی اور آخرت کی کامیابی ہو اور بس!

☆.....☆